Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ربوہ
روزنامہ
قائمقام ایڈیٹر یوسف سہیل شوق
الفضل
فون ۴۴۹۰
جلد ۴۲/۷۷ | سوموار ۵ شعبان ۱۴۱۲ھ، ۱۰ تبلیغ ۱۳۷۱ ہش، ۱۰ فروری ۱۹۹۲ء | نمبر ۳۳

ایک کروڑ کے آثار نظر آرہے ہیں

"دعاؤں کو بھی نیک اعمال سے رفعت عطا ہوا کرتی ہے۔ اس لئے اگر ساری جماعت یہ کوشش کرے کہ ہم اس دور میں ایک کروڑ اور ہو جائیں تو ہرگز بعید نہیں ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے آثار دکھانے شروع کر دیئے ہیں"
(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی صحت کے بارے میں حضور ایدہ اللہ کا پیغام

محترم مصطفیٰ احمد خان کی صحتیابی کیلئے بھی احباب کو دعاؤں کی تحریک

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارے میں احباب جماعت کے نام جو خصوصی پیغام ارسال فرمایا ہے وہ احباب کی خدمت میں پیش ہے:

"احباب جماعت کو میری اہلیہ آصفہ بیگم کی صحت کے متعلق تفصیلی اطلاعات عزیزم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب کے ذریعہ مل رہی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپریشن کے فوری اثرات سے تو ان کی طبیعت عام توقع سے بڑھ کر روبصحت ہے اور وہ ۹۲-۲-۷ کو اسپتال سے گھر آگئی ہیں۔ چونکہ ڈاکٹری علاج شروع ہونے میں ابھی دیر ہے اور غالباً ۱۷ تاریخ کو شروع ہوگا لیکن آپریشن کے معاً بعد سے مرض کی تعیین ہونے پر میں نے ہومیو پیتھک علاج شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس چیز میں چاہے شفا رکھ دے۔

ساری دنیا سے احباب کی طرف سے اطلاعیں مل رہی ہیں کہ وہ بڑے الحاح سے دعائیں بھی کر رہے ہیں اور صدقات بھی دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزاء دے اور ان دعاؤں اور صدقات کے نیک اثرات کو پہلے سے زیادہ شان کے ساتھ یہاں ظاہر فرمائے۔

ایک اور دعا کی درخواست عزیزم مصطفیٰ احمد خان کے لئے کرنی چاہتا ہوں جو حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اور حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب کے بیٹوں میں سے سب سے چھوٹے ہیں۔ انہیں حضرت پھوپھی جان کی بہت خلوص کے ساتھ خدمت کی توفیق ملی اور صلہ رحمی کے تقاضے پورے کرنے میں ایک مثالی وجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سب بہنوں کو بطور خاص بہت پیارے ہیں۔ اسی طرح جماعتی خدمات پر بھی ہمیشہ مستعد رہتے ہیں۔ اور بہت سعید فطرت انسان ہیں۔ انہیں مثانے کے کینسر کی تکلیف ہے جس کا علاج عنقریب نیویارک امریکہ میں شروع ہوگا۔ ان کی بھی مجھے بہت فکر ہے۔ میں باقاعدہ انہیں اپنی دعاؤں میں شامل کرتا ہوں۔ احباب جماعت سے بھی درخواست ہے کہ انہیں اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ (اللہ تعالیٰ احسن جزاء عطا فرمائے)

"نشان کی جڑ دعا ہی ہے۔ یہ اسم اعظم ہے اور دنیا کا تختہ پلٹ سکتی ہے۔ دعا (صاحب ایمان) کا ہتھیار ہے اور ضرور ہے کہ پہلے ابتہال اور اضطراب کی حالت پیدا ہو" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۰۲)

مکرم صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب فرماتے ہیں:
میری بیٹی عزیزہ محمودہ رحمن کے سسر شیخ لطف الرحمن آف ماڈل ٹاؤن کا پراسٹیٹ کا آپریشن ہو رہا ہے۔ ان کی صحت کافی کمزور ہے۔ احباب کرام سے آپریشن کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

محترم چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔اے انتقال فرما گئے

سلسلہ کے ایک دیرینہ خادم مکرم چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے لاہور میں مورخہ ۲۶ر جنوری ۹۲ء کو وفات پا گئے۔ لاہور کی جماعت نے مکرم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب امیر جماعت کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی بعد ازاں جنازہ ربوہ لایا گیا۔ جہاں ۲۷ر جنوری ۹۲ء کو مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ خدا کے فضل سے موصی تھے اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔
مکرم چوہدری صاحب ۱۹۱۸ء میں کامرہ نزد گجرات میں پیدا ہوئے۔ ذاتی تحقیق کے بعد عین جوانی میں احمدیت قبول کی۔ ابتدائی تعلیم گجرات میں حاصل کی بعد ازاں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے ریاضی پاس کیا۔ لمبا عرصہ پنجاب یونیورسٹی میں آڈٹ آفیسر متعین رہے اور پھر پراونشل ڈائریکٹر آف آڈٹ (لوکل گورنمنٹ) پنجاب مقرر ہوئے اور نہایت دیانتداری اور جانفشانی سے خدمات انجام دیتے ہوئے اس اہم عہدہ سے ہی ریٹائر ہوئے۔ آج کل علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں رہائش پذیر تھے۔
مکرم چوہدری صاحب نہایت مخلص، دیانتدار نڈر، متقی اور پرہیزگار تھے۔ اور حسابی معاملات اور فنانس سے متعلقہ امور پر دسترس رکھتے تھے مختلف جماعتی کمیٹیوں کے ممبر ہونے کا شرف حاصل رہا بالخصوص آپ لمبے عرصہ سے سٹینڈنگ فنانس بجٹ کمیٹی کے بڑے فعال ممبر تھے۔ اسی طرح آپ ملتان اور لاہور کی جماعتوں کے نائب امیر بھی رہے۔
احباب سے ان کے درجات کی بلندی کیلئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی ۔ ربوہ | قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۰ ۔ تبلیغ ۱۳۷۱ ہش ـ ۱۰ ۔ فروری ۱۹۹۲ء

روشنی کے مقدر میں فتح لکھ دی گئی ہے

دس گیارہ دن کی مسلسل بارشوں کے بعد جب مطلع صاف ہوا تو شدید سردی کے ساتھ جو چیز نمایاں طور پر تکلیف دے رہی تھی وہ گہری کہر اور دھند تھی ۔ صبح سورج کی پہلی کرن نکلنے کے ساتھ ہی گہری دھند نے سورج کی نرم نرم کرنوں کے آگے اپنی یخ بستگی کی دیوار کھڑی کر دی ۔ اور یہ دیوار اتنی دبیز تھی کہ یہ بھی معلوم نہ ہوتا تھا کہ سورج نکلا بھی ہے یا نہیں ۔ سورج کی کرنوں کی طاقت اور قوت رفتہ رفتہ بڑھنے لگی ۔ مگر دھند اور کہر کی دیوار تھی کہ چھٹنے کا نام نہیں لیتی تھی ۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آج سورج ہار جائے گا ۔ صبح بچے سکولوں کو جا رہے تھے ۔ تو کہر اور دھند کی گہری تہوں نے ان کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا ۔ چند گز کے فاصلے سے زیادہ کی چیز نظر نہ آتی تھی ۔ سڑکوں پر چلنے والی گاڑیاں دوڑنے کی بجائے رینگ رہی تھیں ۔ ان کی لائٹیں جلی ہوئی تھیں مگر یہ روشنی جو رات کو نظروں کو چندھیا کر رکھ دیتی ہے اس وقت تاریکی کا سینہ پھاڑنے میں ناکام نظر آتی تھی ۔

لیکن سورج کی کرنوں نے اپنی ہمت نہ ہاری ۔ روشنی کا سفر پوری استقامت اور عزم سے جاری رہا ۔ سورج جو ٹمٹماتا ہوا دیا معلوم ہو رہا تھا آہستہ آہستہ اپنی شناخت کا اظہار کرنے لگا ۔ دھند اور کہر کی گہری تہہ کئی گھنٹے گذرنے کے بعد کہیں کہیں سے پھٹنے لگی ۔ اور صبح دس بجے کے قریب روشنی کی پہلی لرزتی ہوئی کرن شدید سردی اور کہر سے باہر آنے میں کامیاب ہوئی ۔ اس موقعہ پر یوں محسوس ہوا کہ جیسے روشنی اور کہر کے درمیان آخری جنگ چھڑ گئی ہو ۔ وہ دھند جو پہلے جمی ہوئی دکھائی دیتی تھی ۔ اب حرکت کرنے اور بھاگنے لگی ۔ اور آخر کار سورج کی گرم کرنوں نے یخ بستہ ماحول میں گرمی کی لہر دوڑا دی ۔ جو جہاں تھا وہاں سے نکل کر سورج کی کرنوں کے سامنے آگیا ۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ اس گرمی سے زیادہ سے زیادہ فیض پائے ۔ سورج کی گرمی برفیں پگھلا رہی تھی ۔ ولولے بیدار کر رہی تھی ۔ امنگوں کو تازہ فتوحات کی نوید سنا رہی تھی ۔

خدا تعالیٰ کا یہ قانون ازل سے جاری ہے ۔ روشنی کے متوالے جانتے ہیں کہ ؎

کس کے روکے رکا ہے سویرا ؟

تاریکی دھند اور کہر کو لازماً شکست کھانی ہے ۔ یہ جو بھی روپ بدل بدل کر سامنے آئے ، جس جس رنگ میں بھی چاہے وار کرے اس کا انجام ناکامی اور نامرادی کے سوا اور کچھ نہیں ۔ اور جب روشنی کے پرستاروں کو ان کے مولا کی طرف سے فتوحات کی نوید بھی ملی ہوئی ہو تو ہر صاحب ایمان روشنی کی فتح کے بارے میں نہ صرف پُر امید ہوتا ہے بلکہ پُر یقین ہوتا ہے اور یہ شعر ہمیشہ اس کے وردِ زبان رہتا ہے کہ

جس بات کو کہے کہ کروں گا اسے ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

اور کس کس سمت ہم دیکھیں کہ تو
ہے ہر اک لحظہ ہمارے رُو برُو
تیری نگہِ لطف سے قائم ہیں ہم
پیار نے تیرے کیا ہے سُرخرو

ابوالاقبال

گوہر کو کبھی آپ نے گوہر نہیں جانا
اوروں کو کبھی اپنے برابر نہیں جانا

گلیوں کا اندھیرا مجھے مانوس لگا ہے
میں نے اسے ظلمات کا مظہر نہیں جانا

دھوکا ہے نظر کا کہ میں ہر ایک عدو کو
انسان سمجھتا رہا پتھر نہیں جانا

یہ میری انا ہے کہ حقیقت کا تقاضا
ذرات کو میں نے کبھی خاور نہیں جانا

سر میرا جھکا رہتا ہے ہر شخص کے آگے
کمتر کو بھی میں نے کبھی کمتر نہیں جانا

پہنائیِ دریا سے گذر جاتا ہوں لیکن
دنیا نے کبھی مجھ کو شناور نہیں جانا

میں مان تو لیتا ہوں تری بات ۔ مرے دوست
تو نے تو مری بات کو بہتر نہیں جانا

درماندہ بنا دیتی مجھے میری مسافت
میں نے کسی پتھر کو بھی پتھر نہیں جانا

میں نے سرِ منزل تجھے پہچان لیا ہے
تو نے مجھے اے میرے ستمگر نہیں جانا

کہتا ہے نسیم آپ تو کہتا رہے لیکن
میں نے تو کبھی اس کو سخنور نہیں جانا

نسیم سیفی

اسیرانِ راہِ مولیٰ کو دعاؤں میں یاد رکھیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر ـــــ (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

علمی مسائل

"دینِ حق کے منکرین کے پاس اپنے معبودوں کی عبادت منوانے اور اپنی عبادت کے طریقوں پر دوسروں کو کاربند کرنے کے لئے سوائے اکراہ اور جبر کے کچھ نہیں۔ اگر ان کے معبودوں کی عبادت سے کوئی سرتابی کرتا ہے یا اس سے روگردانی اختیار کرتا ہے تو وہ اس کو جبر اور اکراہ اور ڈنڈے کے زور سے اپنے معبودوں کی طرف لانا چاہتے ہیں اور یہ طریق کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا خواہ وقتی طور پر انسان جبر کے آگے سر جھکا دے لیکن جب دل سے اس کا مطیع نہیں ہوتا۔ تو ہر موقعہ پر وہ اس قید سے آزاد ہونے کے لئے پوری جدوجہد کرتا ہے انسان اس چیز کے سامنے صحیح طور پر جھکتا ہے جس کی دلیل اس کی سمجھ میں آجائے اور جب وہ کسی چیز کو دلیل سے مانتا ہے تو پھر اس کا دل اور دماغ تسلّی پا جاتا ہے لیکن منکرین دین حق اس کے خلاف اپنے معبودوں کی عبادت منوانے اور اُسے رائج کروانے کے لئے کوئی ایسی دلیل تو پیش نہیں کرتے جو انسانی دل و دماغ کو مطمئن کردے۔ ہاں اُن کے پاس صرف ایک ہی طریق ہے کہ جو ان کے مذہب سے ذرا بھی ہٹا۔ اس کو مارا پیٹا اور ذلیل کرنے کی کوشش کی اور اس کے آزار کے درپے ہوگئے اور اگر وہ ان کے سامنے نہ جھکا تو اس کی جان لینے کے منصوبے کرنے لگے۔ چنانچہ ابتدائے اسلام میں جب مسلمان پورے طور پر غیر مسلموں کے رحم پر تھے۔ ان کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا تھا۔ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ مسلمانوں پر جو مظالم قریشِ مکہ کرتے تھے۔ وہ محض اس لئے تھے کہ وہ ان بتوں کی عبادت کی طرف پھر سے رجوع کریں جن کو چھوڑ کر وہ توحید اختیار کر چکے ہیں۔

چنانچہ بلال بن رباح جو امیہ بن خلف کے ایک حبشی غلام تھے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور بتوں کی عبادت کو ترک کرکے خدائے واحد کی عبادت کا اقرار کیا تو امیہ ان کو عین دوپہر کے وقت جبکہ اوپر سے آگ برستی تھی اور مکہ کا پتھریلا میدان بھٹی کی طرح تپتا تھا، باہر لے جاتا تھا اور ننگا کرکے زمین پر لٹا دیتا تھا اور بڑے بڑے گرم پتھر ان کے سینے پر رکھ کر کہتا تھا کہ لات اور عزیٰ کی پرستش کرو۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے علیحدہ ہو جاؤ۔ ورنہ اسی طرح عذاب دے دے کر ماروں گا۔ بلالؓ زیادہ عربی نہ جانتے تھے۔ ان کے ظلم کے جواب میں وہ صرف اتنا کہتے احد۔ احد۔ یعنی اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ ایک ہی ہے۔ امیہ یہ جواب سن کر اور تیز ہو جاتا اور ان کے گلے میں رسی ڈال کر انہیں شریر لڑکوں کے حوالہ کر دیتا اور وہ ان کو مکہ کی پتھریلی گلی کوچوں میں گھسیٹتے پھرتے جس سے اُن کا بدن خون سے تر بتر ہو جاتا مگر ان کی زبان پر سوائے احد۔ احد کے کوئی اور لفظ نہ ہوتا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان پر یہ جوروستم دیکھ کر ان کو خرید لیا اور آزاد کر لیا۔

اسی طرح خباب بن الارت جو پہلے غلام تھے پھر آزاد ہو گئے تھے۔ آہنگری کا کام کرتے تھے اور وہ مسلمان ہو گئے تھے قریشِ مکہ نے ایک دفعہ ان کو ان کی بھٹی کے کوئلوں پر الٹا لٹا دیا اور ایک شخص ان کی چھاتی پر چڑھ گیا تاکہ وہ کروٹ نہ بدل سکیں۔ چنانچہ وہ کوئلے اسی طرح جل کر ان کے نیچے ٹھنڈے ہو گئے اور ان کا چمڑہ اس طرح ہو گیا جس طرح بھینسے کا ہوتا ہے۔

الغرض مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ہوتے تا وہ توحید کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کریں۔ حتیٰ کہ ان کو اپنی جائدادوں سے محروم ہو کر اور اپنے محبوب شہر مکہ کو چھوڑ کر مدینہ جانا پڑا اور پھر بھی مشرکین نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا بلکہ لشکر اکٹھے کرکے ان پر حملہ آور ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک کثیر تعداد مسلمانوں کی جنگوں میں شہید ہو گئی۔ پس یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ مشرکین اپنے طریق عبادت کو دوسروں کے گلے زبردستی منڈھنا چاہتے تھے اور اپنی اکثریت اور طاقت کو اپنے حق پر ہونے کی دلیل سمجھتے تھے لیکن مسلمان یہ کہتے تھے کہ عبادت کے منوانے اور اس پر کاربند کروانے میں زبردستی نہیں ہونی چاہیئے بلکہ پوری آزادی دی جانی چاہیئے اور دلائل سے قائل کرنا چاہیئے کہ کیوں عبادت کا فلاں طریق اختیار کیا جائے۔ اگر مخاطب کی سمجھ میں وہ بات آ جائے تو اس کو تسلیم کرے وگرنہ چھوڑ دے اور مسلمان اپنے مذہب کی تبلیغ کے ضمن میں اسی طریق کو اختیار کرتے تھے۔ بتوں کی عبادت کے خلاف جو وعظ ہوتا اس میں یہی بات بیان کی جاتی کہ یہ پتھر کے بُت تم اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو۔ یہ نہ کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ کوئی فائدہ دے سکتے ہیں اور نہ دعا کو قبول کرتے ہیں۔ پس ان کی عبادت کرنے کا کیا فائدہ۔ عبادت تو اس ہستی کی کرنی چاہیئے جو دعاؤں کو سنے تکلیف کو دُور کرے اور احسان کرنے اور نفع پہنچانے پر قادر ہو۔ اور ایسی ہستی سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ مسلمان قرآنِ کریم کے اس حکم پر پوری طرح عامل تھے (البقرہ ع۳۴) یعنی عبادت کے معاملہ میں جبر نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ دلائل سے سمجھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ قرآن کریم اس تعلیم کو بار بار پیش کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ (انفال ع۶) یعنی جنگِ بدر میں جو معجزات ہم نے دکھائے وہ محض اس لئے تھے تاکہ جو ہلاک ہو وہ صرف تلوار سے ہلاک نہ ہو بلکہ دلیل سے ہلاک ہو۔ اور جو زندہ ہو وہ صرف تلوار سے بچ کر زندہ نہ ہو بلکہ دلیل سے زندہ ہو۔ گویا اس آیت میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ شکست و فتح دلائل کی رُو سے ہونی چاہیئے اور اصل شکست یہی ہے کہ انسان کے پاس دلائل نہ ہوں اور اصل جیت یہی ہے کہ انسان کے پاس دلائل ہوں اور وہ دوسروں کو قائل کرلے۔

پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (انعام ع۲۰) یعنی اے نبی اعلان کردو کہ مجھے تمہارے بتوں کی عبادت کرنے سے روکا گیا ہے۔ تم محض اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ان کی عبادت بجالاتے ہو تمہارے پاس دلیل کوئی نہیں اور اگر میں بھی تمہارے پیچھے چلوں تو میں بھی سیدھے راستے سے بھٹک جاؤں۔ اے نبی اعلان کردو کہ میں نے تو جس راستے کو اختیار کیا ہے یعنی توحید کو۔ اس کے لئے میرے پاس کھلے کھلے دلائل ہیں لیکن تم ان کا انکار کر رہے ہو۔ پس دینِ حق تو دلائل کو پیش کرتا ہے اور ان دلائل کے پیش کرنے کے بعد کہتا ہے (کہف ع۴) کہ جس کی سمجھ میں دلائل آتے ہیں وہ دینِ حق کی پیش کردہ تعلیم کو مان لے اور جس کی سمجھ میں وہ دلائل نہیں آتے، بیشک وہ اپنی اختیار کردہ راہ پر قائم رہے۔

کفار کے نرغہ میں جب کوئی مسلمان پھنس جاتا اس کو زبردستی اقرار کرانے کی کوشش کرتے کہ وہ خدائے واحد کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرے گا لیکن قرآن کریم یہ کہتا ہے (توبہ ع۱) کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں طاقت دے اور پھر کوئی مشرک تمہارے ہاں پناہ گزین ہو تو اس کو پناہ دو اور اس کی بہترین مہمانی اس طور پر کرو کہ قرآنی تعلیم کو اس کے سامنے پیش کرو۔ پھر اس پر اسکو منوانے کے لئے کوئی جبر نہ کرو بلکہ اس کے اپنے علاقہ میں جہاں اسے امن حاصل ہے پہنچا دو۔

مسلمان مذہبی آزادی قائم رکھنے پر پوری طرح عامل تھے۔ چنانچہ مدینہ میں جب اسلام پھیلا اور مسلمانوں کو طاقت حاصل ہوئی تو انہوں نے جبر و اکراہ سے کام نہیں لیا۔ مدینہ میں یہ طریق تھا کہ کسی اوسی یا خزرجی (مشرکینِ مدینہ) کے ہاں اگر اولادِ نرینہ نہ ہوتی تو وہ منت مانتا تھا کہ اگر اس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو وہ اسے یہودی بنا دے گا۔ اس طرح اوس اور خزرج کے کئی بچے یہودی بن گئے۔ مسلمانوں کی طاقت کے زمانہ میں جب بنونضیر یہودی اپنی شرارتوں کی وجہ سے مدینہ سے جلاوطن کئے گئے تو ان میں وہ بچے بھی تھے جو انصار کی اولاد تھے اور انصار نے انہیں روک لینا چاہا لیکن رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے روک دیا۔ پھر مدینہ میں نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا تو ان کی عبادت کا وقت آنے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کے اندر ان کو عبادت بجالانے کی اجازت دے دی اور جب بعض صحابہؓ نے روکنا چاہا تو آپ نے ان صحابہ کو منع فرما دیا۔ چنانچہ ان عیسائیوں نے مشرق رُو ہو کر عین مسجد نبوی میں اپنی عبادت کے مراسم ادا کئے۔ (زرقانی جلد ۴ حالات وفد نجران) پس اسلام مذہبی آزادی کا قائل ہے۔ وہ اپنی تعلیم اور عبادت کو دلائل قویہ کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش تو کرتا ہے لیکن اس پر چلانے کے لئے جبر و اکراہ کا قائل نہیں اور اگر کوئی ایسی تعلیم کو قبول کر لینے کے بعد پھر اس کو چھوڑنا چاہتا ہے تو اس پر کسی قسم کی گرفت نہیں کرتا۔ لیکن مشرکین اس کے مقابل پر اپنی عبادت کو ڈنڈے کے زور سے منواتے اور اس پر کاربند ہونے کے لئے مجبور کرتے ہیں اور اگر کوئی ان کی عبادت سے نفرت کرتے ہوئے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے تو اس کی جان لینے کے درپے ہو جاتے ہیں۔"

واقفین نو کی تربیت

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں کی تربیت کے بارہ میں والدین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ہر واقفِ زندگی بچہ جو وقفِ نَو میں شامل ہے بچپن سے ہی اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہیئے اور یہ نفرت اس کو گویا ماں کے دودھ میں ملنی چاہیئے۔ جس طرح RADIATION کسی چیز کے اندر سرایت کرتی ہے اسی طرح پرورش کرنے والی ماں کی باہوں میں سچائی اس بچہ کے دل میں ڈوبنی چاہیئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کو پہلے سے بہت بڑھ کر سچا ہونا پڑے گا۔

... اس لئے اب ان بچوں کی خاطر ان کو اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ کرنی ہوگی اور پہلے سے کہیں زیادہ احتیاط کے ساتھ گھر میں گفتگو کا انداز اپنانا ہوگا۔ اور احتیاط کرنی ہوگی کہ لغو باتوں کے طور پر یا مذاق کے طور پر بھی وہ آئندہ جھوٹ نہیں بولیں گے کیونکہ یہ خدا کی مقدس امانت اب آپ کے گھر میں پل رہی ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری محمد علی

حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں کرتا رہے

سچی بات تو یہی ہے کہ سچے لوگوں کی یہی علامت ہے۔ جتنا قریب سے دیکھیں اتنے ہی سچے اور سُچے لگتے ہیں۔ عاجز کو بہت قریب سے دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ عاجز حلفاً عرض کرتا ہے کہ عاجز نے اول دن سے حضور کو سفر، حضر، جلوت خلوت، غرض کہ ہر حال میں سچا، شفیق، حلیم، صابر اور کریم پایا۔ بعد میں تو جب اللہ تعالیٰ نے حضور کو قدرتِ ثانیہ کی خلعت پہنائی اور دکھی انسانیت کا دکھ حضور کا دکھ بن گیا تو کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ لیکن عاجز عرض کرتا ہے کہ اس سے پہلے بھی حضور کے گردو پیش اور قرب میں رہنے والوں پر بھی ایسا ہی اثر ہوا کرتا تھا۔ ایک غیر از جماعت طالب علم لاہور میں ہوا کرتے تھے۔ ذہین، محنتی اور کھلاڑی۔ آج کل IRRIGATION میں ریسرچ میں بہت بڑے افسر ہیں۔ انہوں نے لمبے عرصے کے بعد حضور کی خدمت میں لکھا جس کا مفہوم یہ تھا کہ میں اپنا نام تبدیل کرنا چاہتا ہوں۔ میرے دل میں آپ کے لئے بے حد احترام اور عقیدت ہے اور نہ ہی مجھے آج تک آپ جیسا عظیم انسان ملا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی اپنا نام ناصر رکھ لوں۔ چنانچہ آج وہ اسی نام سے موسوم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور کو قدرتی رعب اور جلال سے نوازا ہوا تھا۔ باوجود اس قرب اور محبت کے بڑے سے بڑے حضور کا سامنا کرنے سے کتراتے۔ اس پر لطیفے بھی ہوا کرتے۔ رؤف خان صاحب حضور کے ایک ڈرائیور ہوا کرتے تھے۔ یوپی کے رہنے والے بہت حاضر جواب۔ بات کرنی خوب آتی تھی۔ ایک مرتبہ حضور مگھوں کے شکار کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے زمانے کی بات ہے۔ پارٹی پوزیشنیں سنبھال کر اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئی۔ ڈار پر کسی نے فائر کیا جس کی آواز ہوا کے مخالف رخ کے باعث حضور تک نہ پہنچ سکی۔ جب ڈار حضور کے اوپر سے گذری تو بہت بلند ہو چکی تھی۔ حضور نے بندوق اٹھائی نشانہ باندھا۔ پھر رک گئے لیکن عین اسی وقت ایک زخمی شدہ مگھ حضور کے قریب آن گرا۔ اس پر حضور نے پوچھا کہ رؤف خان یہ کیسے گرا۔ رؤف خان نے فوراً جواب دیا۔ "حضور رعب سے" یہ تھا تو لطیفہ لیکن سچی بات یہی ہے کہ رعب اللہ تعالیٰ نے حضور کو اسی قسم کا دیا ہوا تھا اور پھر مرعوب ہونا تو حضور جانتے ہی نہ تھے۔ جن دنوں تقسیم ملک سے پہلے آخری الیکشن ہو رہے تھے تو پتہ چلا کہ ایک گاؤں میں ووٹروں کو روک لیا گیا ہے اور اس حرکت کو سکھوں کی شہ پر کیا گیا ہے۔ حضور چند نوجوانوں کو ساتھ لے کر گاؤں سے مقابلے کے لئے تشریف لے گئے اور انتظام یہ کیا کہ حضور کے جانے کے بعد اس کی اطلاع حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی خدمت میں کی جائے۔ جانے سے پہلے نہ کی جائے۔

۴۸-۱۹۴۷ء کی بات ہے۔ والٹن لاہور میں یونیورسٹی آفیسرز ٹریننگ کور کا پاکستان بننے کے بعد پہلا کیمپ تھا۔ دو بٹالین تھیں یعنی آٹھ کمپنیاں۔ تمام پنجاب کے کالجوں سے اساتذہ اور طلباء شامل تھے۔ کیمپ کے حالات تسلی بخش نہیں تھے۔ اساتذہ اور طلباء کو فوجی رینک ملے ہوئے تھے اور فوجی قانون کے تحت آتے تھے۔ ایک افسر ان کو بسا اوقات فحش گالیاں انگریزی زبان میں دیا کرتا تھا۔ اگر ارادتاً نہیں تو عادتاً ضرور ایسا کرتا تھا۔ کیمپ میں کافی کھچاؤ ہر وقت رہتا تھا۔ کیمپ قریب الاختتام تھا ایڈجوٹنٹ جنرل جو ان دنوں جنرل رضا تھے۔ معائنہ کرنے کے بعد تشریف لے جا چکے تھے۔ کمانڈر انچیف جو ان دنوں ایک انگریز تھے آنے والے تھے۔ اگلے روز نمائشی لڑائی وغیرہ کے بعد تقسیم انعامات ہونی تھی، جو کمانڈر انچیف صاحب نے کرنی تھی۔ نہ جانے کیسی گالی اس افسر نے دی کہ طلباء بے قابو ہو گئے اور فیصلہ کر لیا کہ سٹرائیک کریں گے اور کمانڈر انچیف صاحب کی آمد اور تقسیم انعامات کے موقع پر اپنے اپنے خیموں میں بیٹھے رہیں گے۔ نہ صفائی کریں گے، نہ وردیاں پہنیں گے۔ عاجز اپنی پلٹن کا کمانڈر تھا۔ ہم نے حضور کی خدمت میں اس صورتِ حال کی اطلاع دینے کے لئے ایک خاص آدمی بھجوایا لیکن وہ پیغام رساں کیمپ سے باہر جاتے وقت گرفتار ہو گیا اور کوارٹر گارڈ میں بھیج دیا گیا۔ ہمیں اس کا کوئی علم نہ تھا اور ہم حضور کی طرف سے ارشاد کے منتظر رہے۔ جب رات ہو گئی تو ہم نے دیگر کالجوں کے اساتذہ سے رابطہ پیدا کیا۔ خصوصاً راجہ ایس۔ ڈی احمد صاحب (پرنسپل وٹرنری کالج اور اینیمل ہسبنڈری کے ڈائریکٹر رہے) برادرم رفیق عنائت صاحب جو بعد میں سی۔ ایس۔ پی کے سینئر افسر بھی رہے اور دیگر دوستوں سے ملے اور انہیں بتایا کہ سٹرائیک میں ہم شامل نہیں ہونگے اور اگر سٹرائیک ختم نہ ہوئی تو ہماری پلٹن بہرحال ڈیوٹی پر جائے گی۔ کیونکہ سٹرائیک کو ویسے ہی ہم ناجائز سمجھتے ہیں اور ان کی خدمت میں اپیل کی کہ یہ پاکستان کا پہلا کیمپ ہے۔ انگریز کمانڈر انچیف کیا کہیں گے؟ بہرحال رات کے وقت بعض دوستوں کو ساتھ لے کر ایک ایک خیمے میں گئے۔ طلباء گانے گا رہے تھے۔ قوالیاں ہو رہی تھیں اور نعرے لگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا۔ ہماری اپیل پر لڑکے آمادہ ہو گئے اور پاکستان کے نام پر کچھ ایسی غیرت دکھائی کہ رات کا باقی وقت جاگ کر گذارا اور صفائی اور خیموں کی تزئین میں لگ گئے۔ اگلے دن کمانڈر انچیف صاحب نے پہلے نمائشی جنگ دیکھی۔ یہاں قابل ذکر بات یہ ہوئی کہ ہمارے بہت سے طلباء کشمیر کے محاذ پر رضاکارانہ طور پر فرقان بٹالین میں خدمات سرانجام دے چکے تھے۔ ان کو کمانڈر انچیف صاحب نے پہچان لیا۔ ان کی دلچسپی بڑھی تو انہوں نے پوچھا کہ سارے کیمپ میں ایسے مجاہدین کتنے ہیں؟ پتہ چلا کہ سوائے تعلیم الاسلام کالج لاہور کے طلباء کے کسی نے کشمیر کے جہاد میں حصہ نہیں لیا تھا۔ بہرحال تقسیم انعامات کی تقریب شروع ہونے والی تھی۔ طلباء اور اساتذہ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ چکے تھے۔ مہمانوں کی آمد آمد تھی۔ وزراء، جج صاحبان، وائس چانسلر صاحب، جنرل آفیسر کمانڈنگ لاہور گیریزن اور ان کے سینئر افسر، معززینِ شہر آ چکے تھے اور کمانڈر انچیف صاحب کے استقبال کے لئے اکٹھے کھڑے تھے کہ پنڈال میں جہاں ہر دو بٹالین بیٹھی ہوئی تھیں اسی افسر نے پھر کوئی گالی دے دی۔ اس پر وہی پہلے سی TENSION پیدا ہو گئی۔ عین اس وقت عاجز نے حضور کی دلنے کار کو آتے دیکھا تو بڑھ کر استقبال کیا اور وہیں روک کر سارے حالات اور موجودہ کیفیت عرض کی۔ حضور آگے تشریف لائے تو سب لوگ حضور سے ملے۔ وہ آفیسر بھی تھے۔ حضور نے انگریزی زبان میں ان سے پوچھا کہ کیا ہوا تھا اور یہ کہ شکر ہے کہ سٹرائیک ٹل گئی۔ اس پر وہ آفیسر بولے کہ مجھے ان.. ..کی کیا پرواہ ہے؟ یہ فقرہ کافی بلند آواز سے انہوں نے کہا اور پھر اسے دہرایا۔ تمام مہمان حضرات اور افسر یہ سن رہے تھے پہلے تو حضور بھی خاموش رہے اس انتظار میں کہ کوئی نہ کوئی مناسب آدمی ان کو ٹوکے گا۔ جب تیسری مرتبہ بھی انہوں نے یہ فقرہ دہرایا تو حضور نے بڑے جلال سے بلند آواز سے فرمایا کہ آپ کو پرواہ نہیں لیکن ہمیں ان کی بڑی پرواہ ہے۔ یہ قوم کے بچے ہیں۔ ہم ان کو اس قسم کے اخلاق سیکھنے کے لئے یہاں نہیں بھیجتے۔ اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ ابھی اپنی تعلیم الاسلام کالج کی پلٹن کو کہو کہ واپس چلیں اور آئندہ سے یونیورسٹی آفیسرز ٹریننگ کور سے اپنا الحاق ختم کر دیا جائے۔ حضور یہ فرما کر واپس کار کی طرف جانے لگے تو وہاں موجود لوگ جو پہلے منجمد ہو کر رہ گئے تھے حرکت میں آ گئے اور کچھ نے حضور کا راستہ روک لیا۔ اور کچھ افسروں نے اس افسر کو ڈانٹا اور اس نے بڑی لجاجت سے حضور سے معافی مانگی اور شرمندگی کا اظہار کیا۔ مجھے یاد ہے کہ جب حضور نے یہ کلمات کہے تو میرے ایک غیر از جماعت دوست نے (جنہیں کچھ ضرورت سے زیادہ گالیوں کا نشانہ بننا پڑا تھا اور جو بعد میں کمشنر سرگودھا بھی رہے) فرطِ جذبات میں خوشی سے بے قرار ہو کر میرا ہاتھ دبایا اور اتنے زور سے دبایا کہ کئی دن تک میرا ہاتھ درد کرتا رہا۔ ساتھ ساتھ وہ یہ بھی کہے جا رہے تھے کہ میاں صاحب کو ایسے لوگوں کی کیا پرواہ ہے۔ میاں صاحب کو ایسے لوگوں کی کیا پرواہ ہے۔ میاں صاحب کو ایسے لوگوں کی کیا پرواہ ہے۔ محکمہ تعلیم کے ایک بہت بڑے افسر نے دوسرے مہمانوں سے کہا کہ میاں صاحب نے سب کی عزت رکھ لی۔

اس واقعہ کا عجیب تر حصہ یہ ہے کہ کیمپ کے خاتمے پر جب بھی کوئی ٹرک روانہ ہوتا تو اس میں بیٹھنے والے "مرزا ناصر احمد زندہ باد" اور "پرنسپل ٹی آئی کالج زندہ باد" کے نعرے ضرور لگاتے اور اسی انداز سے یہ کیمپ ختم ہوا۔

لاہور کے کالجوں کا عام طالب علم جانتا تھا کہ پرنسپل تعلیم الاسلام کالج کس بلند مرتبے اور کردار کے انسان ہیں۔ دوسرے کالجوں کے پرنسپلوں کی موجودگی میں شوخی کرنے والے حضور کے سامنے ادب سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ حضور خود بھی تمام طلباء کو بلاتخصیص کالج اپنا عزیز طالب علم جانتے تھے اور ان کے جائز حقوق کی حفاظت کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا طالب علم طبعاً شریف ہوتا ہے خرابی اس کی HANDLING میں ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ لاہور کے کالجوں نے سٹرائیک کی اور تعلیم الاسلام کالج کا گھیراؤ کر لیا کہ اسے بھی بند کیا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ قطع نظر اس کے کہ ہم سٹرائیک کو ناجائز فعل سمجھتے اگر آپ اپنے دل سے پوچھ کر دیانتداری سے بتائیں کہ اس طرح سٹرائیک کرنے سے کشمیر مل جائے گا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تعلیم الاسلام کالج ایک دن تو کیا اگر بالکل بھی بند کرنا پڑے تو بند کر دوں گا۔ اور چند منٹ اپنے دلآویز تبسم کے ساتھ ان سے گفتگو فرمائی۔ لڑکے قائل ہوئے اور پرنسپل تعلیم الاسلام کالج زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے چلے گئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یونیورسٹی گراؤنڈز (اولڈ کیمپس) میں سالانہ کھیل ہو رہے تھے۔ حضور ایک کھیل کے نگران اور منصف تھے۔ جس جگہ اس کھیل کے مقابلے منعقد ہوئے تھے وہیں گراؤنڈ میں بہت سے طلباء بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور نے ایک اور کالج کے پرنسپل صاحب سے جنہوں نے مارشل لاء کا بلاّ لگایا ہوا تھا اور جن کی ڈیوٹی میں یہ بات شامل تھی کہ طلباء اور تماشائیوں کو گراؤنڈ کے اندر نہ آنے دیں۔ فرمایا کہ مہربانی فرما کر ان طلباء کو یہاں سے جانے کے لئے کہیں تاکہ پروگرام کے مطابق میں کھیل شروع کرواسکوں۔ انہوں نے جواب دیا۔ میاں صاحب آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ کو علم ہے کہ یہ کس کالج کے طلباء ہیں۔ میں نے انہیں کہہ کر اپنی بے عزتی کروانی ہے۔ حضور نے فرمایا یہ بات ہے تو میں خود انہیں اٹھا دیتا ہوں اور یہ میری بے عزتی نہیں کریں گے۔ اس پر حضور ان نوجوانوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے درمیان میں جا کر بیٹھ گئے۔ پہلے ان سے چند ایک باتیں کیں اور پھر فرمایا کہ ہم جس جگہ بیٹھے ہوئے ہیں یہاں مقابلے منعقد ہونے ہیں کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ یہ جگہ خالی کر دی جائے۔ اس پر وہ طلباء چھلانگیں لگاتے ہوئے جنگلے کے عقب میں چلے گئے اور جگہ خالی کر دی۔

یونیورسٹی کے کشتی رانی کے مقابلے ہو رہے تھے۔ آخری دن تھا۔ اصل مقابلہ ہمارے اور اسلامیہ کالج کے درمیان تھا۔ اسلامیہ کالج اور انجمن حمایت اسلام کے ملحقہ اداروں کے طلباء کثرت سے دریا پر پہنچے ہوئے تھے ہمارے بھی تقریباً سبھی طلباء موجود تھے۔ اسلامیہ کالج کے شائقین کے پاس لاؤڈ سپیکر کا سامان بھی تھا۔ دوڑ شروع ہونے والی تھی۔ کسی غیر طالب علم نے ہمارے خلاف ایک نازیبا نعرہ لگا دیا جس کی آواز لاؤڈ سپیکر پر سنائی دے گئی۔ اچانک اسلامیہ کالج کی کشتی کنارے کی طرف تیزی سے آئی۔ سب لوگ یہی سمجھے کہ شاید فالتو چپو بھول گئے تھے جسے لینے آئے ہیں۔ لیکن ہوا یہ کہ کشتی کنارے لگتے ہی اسلامیہ کالج کا کپتان عقاب کی طرح مجمع پر جھپٹا اور جس نے نعرہ لگایا تھا اسے پکڑ لیا اور لاؤڈ سپیکر پر اعلان کیا کہ تعلیم الاسلام کالج کے خلاف اس قسم کا بیہودہ نعرہ لگایا گیا تو ہم دوڑ میں حصہ نہیں لیں گے۔ ایسے موقعوں پر جب مسابقت کے جذبات برانگیختہ ہو کر عام قیود اور آداب کی پابندیاں ڈھیلی کر دیتے ہیں خصوصاً جس وقت افراد ہجوم کی شکل اختیار کر چکے ہوں اس قسم کا مظاہرہ یقیناً ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ حضور بنفسِ نفیس اس موقع پر تشریف فرما تھے جہاں اسلامیہ کالج کے طلباء قابل تحسین تھے جنہوں نے حضور کی موجودگی کے احترام میں اور تعلیم الاسلام کالج کے طلباء کے جذبات کا پاس کرتے ہوئے ایسے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ وہاں یہ امر بھی روز روشن کی طرح واضح ہے کہ تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی۔ اس واقعہ پر حضور کی شخصیت کی چھاپ بھی صاف دکھائی دے رہی ہے۔ یہ واقعہ صحیح معنوں میں اس احترام کا منہ بولتا ثبوت ہے جو حضور کی محبت اور شفقت کے نتیجے میں دوسرے کالجوں کے طلباء کے دلوں میں موجود تھا۔ مرحوم پروفیسر حمید احمد خاں صاحب (وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی سابق پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور و برادرِ خورد مولانا ظفر علی خاں صاحب) تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں کنووکیشن سے خطاب فرمانے کے لئے تشریف لائے تو عاجز نے یہ واقعہ ان کو سنایا۔ بہت متاثر ہوئے اور فرمایا کہ میں جا کر اسلامیہ کالج میں واقعہ بتاؤں گا کہ ہماری تاریخ میں ایک ایسا واقعہ بھی ہوا ہے جس میں ہم بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔

روئمنگ ہی کا ایک اور واقعہ ہے۔ ۱۹۵۲ء کے فسادات کے بعد کی بات ہے ابھی مارشل لاء ذرا نرم شکل میں نافذ تھا۔ وائی ایم سی۔ اے میں روئمنگ ایسوسی ایشن کی انتظامیہ کا اجلاس ہوا۔ مکرم پروفیسر اشفاق علی خان صدر تھے۔ آرمی کی طرف سے خود جنرل محمد اعظم صاحب شامل ہوتے۔ عاجز بھی رکن تھا۔ زیر بحث معاملہ یہ تھا کہ ریلوے کی خواتین کی کشتی رانی کی ایک کلب کی طرف سے جو ایسوسی ایشن سے ملحق تھی یہ شکایت کی گئی تھی کہ کالجوں کے طلباء انہیں تنگ کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ تعداد میں ہمارے ہی کالج کے طلباء وہاں جاتے تھے۔ کیونکہ ہمارے پاس کھیل کا کوئی اور میدان نہیں تھا۔ جب کوائف سامنے آئے تو پتہ چلا کہ طلباء بہت بے ہودگیاں کرتے ہیں اس پر جنرل صاحب بہت خفا ہوئے اور کہا کہ اگر ایسی غنڈہ گردی جاری رہی تو آرمی اپنا الحاق واپس لے لے گی۔ اس پر ایک بہت سخت قسم کا ریزولیوشن پاس ہوا اور تمام کالجوں کے پرنسپلوں کو تنبیہ کی گئی کہ اب اگر کوئی ایسا واقعہ ہوا تو وہ ذاتی طور پر ذمہ وار سمجھے جائیں گے اور سخت کارروائی کی جائے گی۔ جب ریزولیوشن پاس ہو گیا تو خواتین کی کلب کی نمائندہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ ریزولیوشن درست نہیں۔ سب نے یہی سمجھا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کافی نہیں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ اس میں ایک ترمیم ضروری ہے اور وہ یہ کہ اس ریزولیوشن میں سے پرنسپل تعلیم الاسلام کالج کا نام نکال دیا جائے کیونکہ ہمیں اس کالج کے طلباء سے کوئی شکایت نہیں چنانچہ اس کے مطابق ترمیم کی گئی اور اس ترمیم کے متعلق بعض اراکین نے حضور کی تعریف میں بھی کلمات کہے کہ وہ خود دریا پر تشریف لے جاتے ہیں۔

حضور کی شخصیت کا اثر کم و بیش ہر طالب علم پر تھا۔ قندیل میں ایک مرتبہ سامِلی سینی ٹوریم سے تپ دق کے ایک مریض کا خط شائع ہوا جس کا مفہوم یہ تھا کہ ایک دن سینکڑوں نوجوان طلباء فوجی وردی میں ملبوس ہمارا ہسپتال دیکھنے آئے اور ہمارے پاس سے یوں دامن بچا کر نکل گئے جیسے ہم انہیں تپ دق میں مبتلا کر دیں گے ہم نے پوچھا یہ نوجوان کون ہیں۔ جواب ملا کہ یہ پنجاب یونیورسٹی آفیسرز ٹریننگ کور کے بھوربن کیمپ سے آئے ہیں اور لاہور اور دیگر شہروں کے کالجوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھر اس کے بعد کچھ اور نوجوان آئے۔ وہ بھی باوردی تھے۔ وہ ہمارے پاس رکے اور ہماری طبیعت پوچھی۔ ہم نے حیران ہو کر پوچھا کہ آپ کس کالج سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تعلیم الاسلام کالج لاہور سے۔ عاجز اس کیمپ میں شامل تھا اور یہ خط حرف بحرف صحیح ہے۔

کالج اور ہوسٹل کی تفصیلی نگرانی فرماتے ہر قدم پر حضور کی رہنمائی حاصل رہتی۔ جیسا کہ عرض کیا ہے کہ نرمی سختی دونوں کرتے لیکن صرف تربیت اور اصلاح کا پہلو پیش نظر رہتا۔ سزا بھی دیتے مگر کراہت کے ساتھ۔ لیکن جہاں سزا ضروری ہوتی ضرور دیتے۔ قادیان میں ایک دفعہ کچھ طلباء کو بدنی سزا دینے کا فیصلہ ہوا۔ عاجز سے فرمایا کہ سزا کا نفاذ کیا جائے حسب تعمیل ارشاد میں عاجز نے سزا دینی چاہی تو نہ جانے عاجز کے دل کی کیفیت کو کس طرح بھانپ لیا۔ فرمایا رک جائیں۔ سزا تمہیں نہیں ان کو دی جا رہی ہے۔ سزا دیتے تو شدتِ غم سے کتنا کتنا عرصہ گھر سے باہر تشریف نہ لاتے اور جس خوش قسمت سے یہ بظاہر ناخوشگوار تعلق قائم ہو جاتا اس کا نصیبہ جاگ اٹھتا اور اس سے ایسی محبت کا تعلق قائم ہو جاتا جس کی لذت کا اندازہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔ اور اس میں اپنوں بیگانوں کی تخصیص نہ ہوتی بلکہ اپنوں کا زیادہ سختی سے محاسبہ فرماتے۔ سزا کے بعد عنایات کی بارش شروع ہو جاتی اور اس دکھ کو کبھی نہ بھولتے جو سزا دے کر حضور کو پہنچتا۔ لاہور میں ایک نہایت مخلص، ذہین، شریف اور محنتی طالب علم تھے۔ کلاس میں امتیازی پوزیشن لیتے۔ اعلیٰ درجے کے کشتی رانی اور کبڈی کے کھلاڑی تھے۔ رتن باغ سے اس عزیز کے لئے پکوان آیا کرتے۔ گرمیوں میں اسے پہاڑ پر بھجوایا غرضیکہ بیٹوں کی طرح اس سے پیار کرتے اور اس عزیز کے مستقبل کے لئے قیاس آرائیاں فرمایا کرتے۔ ایک مرتبہ ایک چھوٹی سی بات بڑی ہو گئی۔ اور ایسی صورت پیدا ہوئی کہ سزا کا دیا جانا ناگزیر ہو گیا۔ عاجز نے حضور کو بہت کم، بہت ہی کم موقعوں پر سب کے سامنے روتے ہوئے دیکھا ہے لیکن اس دن جب حضور اس عزیز کے اخراج از کالج کے فارم پر دستخط فرما رہے تھے حضور کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ پھر کالج ربوہ منتقل ہو گیا تو کبھی کبھی اس عزیز کی خیریت پوچھتے۔ پھر اچانک پتہ چلا کہ عزیز موصوف ایک معزز عہدے پر فائز ہو گئے ہیں تو بہت خوش ہوئے پھر ان کا بیٹا اسی کالج میں داخل ہوا۔ عاجز کو یاد فرمایا اور ارشاد فرمایا اس لڑکے کو جانتے ہو کون ہے۔ اس کے والد کا نام لے کر فرمایا یہ ان کا لڑکا ہے۔ اس کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

مسندِ (امامت) پر متمکن ہونے کے بعد علی الصبح جس طالب علم سے ملاقات فرمائی اور جسے بطور حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اپنے پہلے خط سے نوازا۔ وہ ایسا ہی طالب علم تھا۔ یعنی عزیز لطف الرحمٰن ابن برادرم مکرم چوہدری ثناء اللہ شبلی صاحب۔ عاجز کو فون پر ارشاد ہوا ان کے لئے خط انگریزی میں لکھا جائے۔ عزیز موصوف وہ ڈرافٹ محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب کی معیت میں آن کو عاجز سے لے گئے۔ عاجز نے ان کو اس عظیم عزت افزائی پر مبارکباد بھی دی عاجز جانتا تھا کہ قرب کا ایسا اظہار کس لئے ہو رہا ہے۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری بھی دم بخود تھا کہ اس غم کی کیفیت میں بھی عزیز کو نوازا جا رہا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ ہوسٹل میں تشریف لاتے اور آدھی آدھی رات تک بیمار طلباء کے سرہانے بیٹھ کر چمچے کے ساتھ اپنے دستِ مبارک سے خود دوائی پلایا کرتے اور تسلیاں دیا کرتے۔ اس لطف و عنایت کو دیکھ کر دوسرے طلباء کہا کرتے کہ ہمارا بھی بیمار پڑنے کو جی چاہتا ہے۔ غریب طلباء کی بہت دلداری فرماتے اور امداد اس رنگ میں فرماتے کہ ان کی عزت نفس مجروح نہ ہوتی۔ جو طلباء مزدوری کر کے پڑھتے ان کی خاص قدر فرماتے اور اس محبت سے ان کا ذکر فرماتے کہ ایسے طلباء کا سر فخر سے بلند ہو جاتا۔ ذہین طلباء کھلاڑیوں اور جسمانی طور پر کمزور طلباء کے لئے سویابین، دودھ اور ادویہ کا خاص اہتمام کیا جاتا۔

طلباء سے تعلق بے حد محبت اور تکریم کا ہوا کرتا۔ داخلے کے وقت جب انٹرویو فرماتے تو کھڑے ہو کر طالب علم سے ملتے اور کھڑے ہو کر مصافحہ کے بعد رخصت فرماتے۔ اس طرح حضور کو بار بار اٹھنا بیٹھنا پڑتا۔ ایک مرتبہ عاجز نے عرض کیا کہ اگر اس طرح نہ ہو

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

محمد افضل چٹھہ

مکرم فرخ داؤد صاحب

ہمارے پیارے ماموں جان مکرم فرخ داؤد صاحب کو ٢٠ اکتوبر ١٩٩١ء کو ایسٹ نیو یارک بروکلین امریکہ میں ایک سیاہ فام امریکی نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ ڈاکٹروں نے ان کے رشتہ داروں کی مرضی سے ان کا دل جگر اور گردے نکال کر ہسپتال میں دوسرے مریضوں کو لگا دیئے جو کہ ان اعضاء کے ناقص ہونے کی وجہ سے زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھے یہ تینوں آپریشن کامیاب رہے اور تین انسانوں کی زندگی بچ گئی۔ پردیس میں اپنے بھائی کے جسم کے عطیات دینا اور جوان سال خوبصورت بھائی کی جدائی کا صدمہ عظیم جس طرح ان بہنوں نے سہا اور جس صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا یہ محض سراسر خدا تعالےٰ کا فضل اور احسان تھا جو ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی نعمت دینے والا ہے جب چاہے واپس لے لے۔ ہم کون ہوتے ہیں اس کو روکنے والے۔

سانگلہ ہل کے شمال میں ایک میل کے فاصلے پر ایک گاؤں چہور مغلیاں چک نمبر ١١٧ واقع ہے۔ چہور مغلیاں میں احمدیت کا نور حضرت بانیٔ سلسلہ کے زمانہ میں ہی پہنچ گیا تھا۔ اور اب خدا کے فضل و کرم سے چہور مغلیاں کا شمار بڑی اور فعال جماعتوں میں ہوتا ہے۔ ہمارے ماموں فرخ داؤد صاحب کے دادا چوہدری جلال خان کا شمار بھی انہیں بزرگوں میں ہوتا ہے جن کو حضرت بانیٔ سلسلہ کے زمانہ میں ہی احمدیت قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ انہوں نے بذریعہ خط بیعت کی۔ ان کی بزرگی اور تعلق خدا کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس وقت گاؤں میں جو احمدیہ بیت الذکر ہے اس کا سنگ بنیاد بھی آپ نے رکھا تھا۔ فرخ داؤد صاحب کو والدہ کی طرف سے بھی احمدیت ورثہ میں ملی آپ کے نانا جو کہ شیخ پور (گجرات کے قریب ایک قصبہ ہے) کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے بھی حضرت بانی سلسلہ کے زمانہ میں گاؤں میں سب سے پہلے بیعت کی تھی اور تمام مصائب اور تکالیف کا استقامت سے مقابلہ کیا تھا۔

مکرم فرخ داؤد کے والد، ہمارے نانا جان چوہدری غلام نبی صاحب جن کا پچھلے سال انتقال ہوا ہے وہ بھی نہایت باخدا انسان تھے۔ دوسری جنگ عظیم میں فوج میں حوالدار تھے۔ اور فوج میں احمدی کے نام سے مشہور تھے۔ موصی تھے جوانی میں ہی وصیت کر لی تھی۔ جب حضرت فضل عمر نے کشمیر کے جہاد میں احمدیوں کی شرکت کا اعلان کیا تھا تو آپ نے بھی اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جہاد کشمیر میں شرکت کی تھی۔ آپ نے ماموں جان کی تربیت بھی اس رنگ میں کی تھی کہ ان میں دین کا شوق اور ولولہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔

ماموں جان کے احمدیت سے لگاؤ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب آپ آٹھویں کلاس میں سانگلہ ہل کے ہائی سکول میں پڑھتے تھے تو آپ کے ایک دوست رفیق احمد پر آپ کی باتوں کا اس قدر اثر ہوا کہ اس نے بیعت کر لی اور تمام عزیزوں اور رشتہ داروں کی مخالفت کے باوجود سچائی کے راستہ کو نہ چھوڑا۔ اور نہایت مخلص احمدی ہیں۔ اور آج کل جرمنی میں مقیم ہیں۔

ماموں جان بہت زندہ دل آدمی تھے۔ تمام گاؤں کے لڑکوں میں یکساں مقبول تھے۔ گاؤں کی کرکٹ ٹیم کے کپتان تھے۔ اور دوسری تمام سرگرمیوں میں بھی سب سے آگے رہتے تھے۔ ان کا دل بڑا وسیع تھا۔ غریبوں اور ناداروں کی اکثر مدد کرتے رہتے تھے۔ آج بھی حیرانی ہوتی ہے کہ اتنی چھوٹی عمر میں اتنی ساری خوبیاں ان میں کیسے آ گئیں۔

امریکہ گئے ہوئے ان کو تین سال ہو گئے تھے۔ جب بھی خط آتا تو سب گاؤں کا حتیٰ کہ نوکروں تک کا پوچھتے امریکہ جا کر بھی ان کی سخاوت میں کمی نہ آئی تھی۔ حتیٰ کہ اس دنیا سے جاتے ہوئے بھی اس سخاوت کا مظاہرہ کیا جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ ان کے دل، جگر اور گردوں سے تین انسانوں کو نئی زندگی مل گئی۔ ایک چراغ تو بجھ گیا لیکن تین چراغوں کو روشنی دے گیا۔

ان کو گولی لگنے کی خبر جب گاؤں آئی تھی تو سارے گاؤں نے ان کی زندگی کیلئے خدا سے رو رو کر دعائیں مانگی تھیں لیکن یہ ایک اٹل تقدیر تھی۔ ٢٤ اکتوبر کو ان کی نماز جنازہ نیو یارک میں پڑھائی گئی۔ ٢٦ اکتوبر کو ان کی میت ان کے گاؤں پہنچی۔ سارے گاؤں پر سوگ کی کیفیت طاری تھی۔ گاؤں میں ان کی نماز جنازہ پھر ادا کی گئی۔ لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ ان کی ہردلعزیزی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ غیر احمدیوں اور دوسرے لوگوں نے بھی ان کی نماز جنازہ احمدیوں کے ساتھ ادا کی۔ بعد ازاں ان کو ربوہ لے جایا گیا جہاں بیت المبارک میں بعد نماز عصر ان کی نماز جنازہ پھر ادا کی گئی اور ان کو قبرستان عام نمبر ایک میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ماموں پر اپنے خاص فضلوں اور رحمتوں کا سایہ رکھے۔ ان کو جنت میں جگہ دے۔ اور ہم سب اہل خانہ کو اس صدمۂ عظیم میں صبر جمیل دے۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا: مکرم نعمت اللہ صاحب چک نمبر ٨٩ ر ب ضلع فیصل آباد کی اہلیہ عالم بی بی صاحبہ کے پاؤں میں کانٹا لگنے سے زخم ہو گیا ہے وہ شوگر کی بھی مریضہ ہیں۔

○ مکرم محمد اکرم صاحب عمر مربی سلسلہ گوئٹے مالا کی والدہ صاحبہ لمبے عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ جب سے ان کے گردہ کا اپریشن بوجہ پتھری ہوا۔ آسودفت سے طبیعت بحال نہیں ہو رہی۔

○ مکرم مبارک احمد صاحب آف چک پیرو ضلع سیالکوٹ ایک سال سے بوجہ ٹانگ ٹوٹنے کے بیمار ہیں۔

○ مکرم عبد الرحمٰن صاحب آف ضلع سیالکوٹ ہرنیا کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔

○ مکرم ماسٹر غلام محمد نصیر صاحب دارالیمن ربوہ کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔

○ خورشید احمد خان صاحب بارو والا ضلع مظفر گڑھ کی اہلیہ مکرمہ غلام جنت خاتون صاحبہ بیمار رہتی ہیں

○ مکرم عبد الکریم خان صاحب عرصہ سے دمہ وغیرہ بیماریوں میں مبتلا ہیں

○ مکرم ظہور احمد خان صاحب گردہ کی پتھری کے مرض میں مبتلا ہیں اور محمد رفیع قمر ہسپتال بہاولپور میں زیر علاج ہیں۔

○ مکرم منصور احمد صاحب تاثیر دارالرحمت وسطی کے دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔

○ عزیزہ ثمرہ ظہور صاحبہ جو کہ واقفہ نو بھی ہے کی آنکھ کا حال ہی میں اپریشن ہوا ہے۔

○ مکرم رفیق احمد منور صاحب کے والد محترم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب آف گگو منڈی بعارضہ فالج دس ماہ سے بیمار ہیں۔

احباب ان کی کامل شفایابی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کریں۔

تقریب شادی: مکرم محمد اعجاز صاحب ربوہ کے بھائی عزیز محمد اشفاق شہزاد ابن محمد اسحاق صاحب (علی گارمنٹس) کا نکاح عزیزہ رفعت جہاں بنت ملک محمد عیسیٰ صاحب اسکندر آباد ضلع میانوالی کے ساتھ مورخہ ٩ جنوری ٩٢ء کو مربی سلسلہ مکرم رانا محمد ظفر اللہ صاحب نے پڑھا۔ مورخہ ١٠ جنوری ٩٢ء کو دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔

○ محترم رانا سعادت احمد خان صاحب کے بیٹے عزیز رانا رفیق احمد خان صاحب کی شادی عزیزہ ادیبہ صالحہ بنت رانا عبد الحمید خان صاحب سے مورخہ ١٠ جنوری ٩٢ء کو ہوئی۔ دعوت ولیمہ مورخہ ١١ جنوری ٩٢ء کو ہوئی۔ جس میں کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت فرمائی۔ دعا حافظ مظفر احمد صاحب نے کروائی اور ١١ جنوری کو ہی عزیزہ شازیہ فرزانہ بنت رانا سعادت احمد خان صاحب کی تقریب رخصتانہ بوقت چار بجے شام عمل میں آئی۔ دعا حافظ مظفر احمد صاحب نے کروائی۔

○ مکرم مرزا غلام قادر صاحب مرید کے ضلع شیخوپورہ لکھتے ہیں کہ میری پوتی مبارکہ بیگم صاحبہ بنت مرزا عبد الکریم صاحب کی شادی میرے نواسے محمد یوسف ابن محمد یونس صاحب کھوکھر چک ٥٥ /٢ ایل اوکاڑہ سے ٥ جنوری ٩٢ء بروز اتوار مبلغ پچیس ہزار (/-٢٥٠٠٠) روپے حق مہر پر قرار پائی ہے۔

احباب ان رشتوں کے بابرکت اور مثمر بثمرات ہونے کے لئے دعا کریں۔

ولادت: مکرم خلیل احمد سرور صاحب انسپکٹر تحریک جدید کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا ہے نومولود وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولود کا نام حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے سجیل احمد عطا فرمایا ہے۔ اچانک بچے کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔

احباب نومولود کی صحت کاملہ اور درازیٔ عمر کیلئے دعا کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفین نو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے ۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں ۔

شاہدہ منور بنت چوہدری منور احمد
دارالیمن ربوہ

مبارز منیب احمد ابن محمد خالد وحید
ربوہ

امیر محمد ابن سردار فرحت الحسنین خان قیصرانی
ربوہ

فرہاد اعجاز ابن اعجاز احمد
ربوہ

سبحان احمد فائز ابن حفیظ الرحمٰن
ربوہ

فواد منیر الدین ابن منیر احمد بسمل
ربوہ

قرۃ العین بنت محمود احمد سرور
ربوہ

محمد اقبال ابن محمد اکبر علی
ربوہ

سمیر احمد ابن سفیر احمد
ربوہ

خلیل احمد ابن تنویر احمد شاہد
مربی سلسلہ ربوہ

روبینہ ناصر بنت ناصر احمد
ربوہ

اطہر احمد ابن عبدالقدوس شمس
میرا بھڑکا ۔ آزاد کشمیر

مصباح الہدیٰ بنت مرزا محمد یوسف
لاہور

نصیر احمد ابن رانا رفیع اللہ خان
لاہور چھاؤنی

عاصمہ نعیمہ بنت مقصود احمد
ربوہ

سرجیل احمد ابن طارق محمود
ربوہ

راشدہ سلمیٰ بنت محمد انور خان
ربوہ

کاشف محمود ابن محمود احمد خالد
ربوہ

سابحہ لطیف بنت عبداللطیف اختر بھٹی
ربوہ

محمد فاتح ابن رانا محمد انور
ربوہ

جری اللہ مبشر ابن عبدالمجید
ربوہ

زین العابدین ابن احسان اللہ قمر
فیصل آباد

لبیقہ اکرام بنت اکرام الحق
ربوہ

بلال احمد قمر ابن قمر الدین
ربوہ

عبدالناصر جمالی ابن شیخ عبدالسلام
ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ حکومت پاکستان نے اعلان کیا ہے کہ کسی کو ۱۱۔ فروری کو کنٹرول لائن پار کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اسلام آباد میں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس کے بعد وزیر اعظم نے کہا کہ پاکستان کشمیری عوام کے حق خود ارادیت کی مکمل سیاسی اور اخلاقی حمایت کرتا ہے لیکن کوئی ایسا کام کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی جس سے کشمیریوں کی مشکلات میں اضافہ ہو۔ اور کسی کو یہ اجازت نہیں ہو گی کہ وہ نہتے شہریوں کو بھارتی فائرنگ سکواڈ کے سامنے کھڑا کر کے بے گناہوں کو موت کی نیند سلا دیا۔

○ وزیر اعظم نے اپوزیشن کی جانب سے لانگ مارچ اور ایوان صدر پر چڑھائی کے اعلان کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اپوزیشن کو ایوان صدر پر چڑھائی کرنے سے پہلے نواز شریف سے مقابلہ کرنا ہو گا۔ لانگ مارچ میں قوم شریک نہیں ہو گی۔ لونگ رہ جائے گا۔ مارچ ختم ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر جلد آزاد ہونے والا ہے۔ حریت پسندوں کی جدوجہد آزادی کو کوئی نہیں روک سکتا

○ جموں و کشمیر لبریشن فرنٹ کے چیئرمین امان اللہ خان نے کہا ہے کہ ۱۰۔ فروری صبح دس بجے یونیورسٹی گراؤنڈ میں جلسہ ہو گا۔ اور اگلی صبح سفر کا آغاز کریں گے۔ کارکن غیر مسلح ہوں گے اور اسلحہ رکھنے والوں کو ناپسندیدہ قرار دے دیا جائے گا۔

○ عوامی نیشنل پارٹی کے لیڈر خان عبدالولی خان نے کہا ہے کہ کنٹرول لائن پار کرنے کے سنگین نتائج برآمد ہوں گے انہوں نے کہا کہ پاکستان کشمیر میں بھی افغانستان جیسا خطرناک کھیل کھیل رہا ہے۔

○ صدر پاکستان نے کہا ہے کہ پالیسیوں کے اعلان سے خود انحصاری نہیں ملے گی خود انحصاری کا حصول بہت بڑا مشن ہے جس کے لئے اجتماعی کوششیں ضروری ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دشواریوں کا سامنا ہو گا۔ قربانیاں دینی پڑیں گی اور مل کر کام کرنا ہو گا۔

○ حکومت پاکستان نے بجلی کے بلوں پر یکم جنوری ۱۹۹۲ء سے عائد کردہ ۲٫۵ فیصد سرچارج یکم فروری ۱۹۹۲ء سے ۵٫۱ فی صد تک بڑھا دیا ہے۔

○ پاکستان کی چار بڑی سیاسی جماعتوں پیپلز پارٹی جماعت اسلامی جمعیت علماء پاکستان اور جمعیت علماء اسلام نے کراچی میں ایم کیو ایم سے مقابلہ کے لئے شہری اتحاد بنا لیا ہے جس کا باقاعدہ اعلان سندھ کے بلدیاتی انتخابات کی تاریخ مقرر ہونے پر کیا جائے گا۔

○ قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ پاکستان اور کشمیری عوام کے مفادات کا تقاضا ہے کہ جموں اور کشمیر لبریشن فرنٹ کنٹرول لائن کو عبور کرنے کا فیصلہ چھ ماہ تک مؤخر کر دے۔

○ جی ایم سید بانی جیئے سندھ تحریک، کو جیل منتقل کر دیا گیا ہے مقدمہ خصوصی عدالت میں چلانے کا فیصلہ دو روز میں ہو جائے گا۔

○ امریکہ نے کہا ہے کہ وہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کے بارے میں پاکستان کے خارجہ سیکرٹری شہریار خان کے انکشافات پر سرگرمی سے غور کر رہا ہے

○ وزیر اعلیٰ سندھ نے کہا ہے کہ انشاء اللہ بلدیاتی انتخابات میں ہی کراؤں گا اور انتخابات قطعی غیر جانبدارانہ منصفانہ اور آزادانہ ہوں گے۔ اور یہی میرا مذہب ہے۔

○ وزیر اعلیٰ سندھ جام صادق نے کہا ہے کہ چینی انجینئروں کو اغوا کرنے والے بدنام ڈاکو لائق چانڈیو کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔

اخبار احمدیہ

سانحہ ارتحال

مکرم عبدالرزاق مغل صاحب لکھتے ہیں کہ ان کی والدہ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ حضرت میاں عبدالعزیز صاحب (جو ۳۱۳ رفقاء میں شامل تھے) مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۹۲ء کو دن کے گیارہ بجے لاہور میں انتقال فرما گئیں۔ موصوفہ موصیہ تھیں۔ ان کا جنازہ ۲۶ جنوری کو ربوہ لایا گیا اور بعد نماز جنازہ ۵ بجے شام بہشتی مقبرہ میں دفن کر دیا گیا۔ موصوفہ کے رفقاء حضرت بانیٔ سلسلہ میں سے ہونے کا ذکر سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ فرمودہ ۱۹۔ اپریل ۱۹۹۱ء (مطبوعہ الفضل ۱۸۔ مئی ۱۹۹۱ء) میں فرمایا تھا۔ احباب سے موصوفہ کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم چوہدری فضل احمد صاحب افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ کی والدہ محترمہ رسول بی بی صاحبہ اہلیہ محترم چوہدری عبدالمجید صاحب آف لودھی ننگل ضلع گورداسپور، حال دارالبرکات ربوہ مورخہ ۳۰۔ جنوری ۱۹۹۲ء کو رات ساڑھے آٹھ بجے وفات پا گئیں۔ ان کی عمر تقریباً ۸۰ برس تھی۔ مورخہ ۳۱۔ جنوری کو جمعہ کے بعد بیت الاقصیٰ میں محترم چوہدری محمد شاہد احمد صاحب بی ٹی نائب ناظر اصلاح و ارشاد نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں اہل ربوہ کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اس کے بعد عام قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین کے بعد محترم چوہدری نذیر احمد صاحب ایم ایس سی نائب ناظر زراعت نے دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے موصوفہ کو جنت میں بلند مقام عطا کرے اور اپنی رحمت اور فضل سے نوازے۔

نمایاں کامیابی

مکرم محمد محمود طاہر صاحب (شاہد) ابن مکرم محمد صادق صاحب اکاؤنٹنٹ وکالت تبشیر نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے شعبہ ابلاغیات (صحافت) کے سال اوّل میں ۴۰۰/۲۹۲ نمبر حاصل کر کے یونیورسٹی میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے۔

وکیل التعلیم

بقیہ صـ ۵ سے آگے

تو کیا حرج ہے۔ فرمایا:۔ (حدیث۔ اپنی اولاد کا اکرام کرو) طالب علم کو داخلے کے وقت ایک بار ملنے کے بعد اس کا نام اور کوائف ذہن میں محفوظ ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے حافظہ ہی اسی قسم کا ارزانی فرمایا تھا۔ دُور سے کوئی طالب علم آ رہا ہوتا تو رک جاتے اور پوچھتے بتاؤ کون آ رہا ہے۔ مَیں عرض کرتا کہ خاکسار کی نظر کمزور ہے تو فرماتے اچھا قریب آ جانے دو۔ پھر قریب آنے پر خفت سے بچانے کے لئے اس طالب علم کو اس کے نام سے بلاتے۔ وہ اس قرب پر باغ باغ ہو جاتا۔ آخر عاجز نے یہ طریق اختیار کیا کہ داخلے کے فارموں پر سے فوٹو دیکھ دیکھ کر نام یاد کر لیتا اور کبھی ایسا امتحان ہوتا تو رعایتی نمبر لے کر پاس ہو جاتا۔

(سیدنا ناصر نمبر اپریل مئی ۱۹۸۳ء)

جرمن ہومیو پیتھک ادویات

مدر ٹنکچرز۔ پوٹینسیاں اور بایو کیمک کی تمام ادویات کے علاوہ خالی شیشیاں، اور ہر قسم کی گولیاں بھی دستیاب ہیں۔ شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں

کیور ٹیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ فون ۷۷۱، ۶۰۶

لاہور میں لیزر پرنٹر پر دو خط نستعلیق اور نسخ میں کمپوزنگ کرنیوالا سب سے پرانا ادارہ

آپ کا اپنا

سلور لنک کمپوزنگ سنٹر

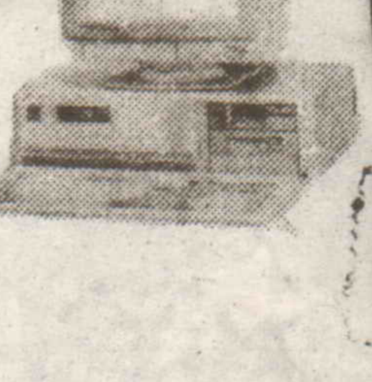

کتب، میگزین، رسالہ جات و دیگر مسودا جات کی اُردو اور انگلش کمپیوٹرائز کمپوزنگ بارعایت اور اعلیٰ کوالٹی میں نیز وزیٹنگ کارڈ، لیٹر ہیڈ اور ہر قسم کی پرنٹنگ کے لئے تشریف لائیں۔

کمپیوٹر پروگرامنگ کی کلاسز صبح و شام

پابندیٔ وقت ہمارا نصب العین

Concept Advertisers